Department of Islamic Studies Date : 02/07/2021 Time: 12: to 01:
M.A.Islamic Studies Semester-1, Paper- 103
Topic: Hadith ka saaz hona.
Dr. Mohd Akram Raza

حدیث کا شاذ ہونا:

پانچویں صورت یہ ہے کہ کوئی ایک شخص کسی ایسی بات کے روایت کرنے میں منفرد ہو جس کا علم تمام یا اکثر لوگوں کو ہونا چاہیے تھا؛ پھر بھی ایک ہی شخص کا روایت کرنا اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ اس کی سرے سے کوئی اصل نہیں ہے؛ کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں کہ اس کی کوئی اصل ہو اور بے شمار لوگوں میں سے صرف اسی کو معلوم ہو، فقہائے کرام اس طرح کی احادیث کو شاذ سے تعبیر کرتے ہیں، حدیث قلتین، جس کے راوی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: پانی جب دو قلہ (دو مٹکوں کے بقدر) ہوجائے تو اس میں ناپاکی سرایت نہیں کرتی یعنی وہ ناپاک نہیں ہوتا۔

(ترمذی، كِتَاب الطَّهَارَةِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَاب مِنْهُ آخَرُ، حدیث نمبر: ۶۲، شاملہ، موقع الِاسلام)۔

یہ حدیث گرچہ متعدد سندوں سے مروی ہے؛ لیکن تمام کا مرجع دو سندیں ہیں، ایک سند ولید بن کثیر، عن محمد بن جعفر بن الزبیر عن عبداللہ بن عبداللہ عن ابن عمر اور دوسری سند الولید بن کثیر عن محمد بن عباد بن جعفر عن عبید اللہ بن عبداللہ عن ابن عمر ہے اور اس میں روایت کا اختلاف ہے؛ اسی وجہ سے بعض ناقدین نے اسپر اضطراب کا حکم لگایا ہے، حافظ ابنِ قیمؒ نے تہذیب سنن ابی داؤد، صفحہ نمبر: ۶۲/۱ پر کئی نقد کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے، جہاں تک شذوذ کا تعلق ہے تو یہ حدیث حلال وحرام اور طاہر وناپاک کے درمیان ایک ضابطہ کی حیثیت رکھتی ہے، پانی کی طہارت ونجاست کے تعلق سے اس کا وہی مقام ہے جو زکوٰۃ میں مالوں کے

نصاب اور وسق وغیرہ کی ہے؛ پھر کیوں یہ حدیث صحابہؓ کے درمیان معروف نہیں ہوئی کیوں امت کو اس حدیث کو جاننے کی زکوٰۃ کے نصاب کو جاننے سے زیادہ ضرورت تھی؛ چونکہ پاکی وناپاکی سے یہ امیر وغریب کو واسطہ پڑتا ہے، اس کے مقابل زکوٰۃ کے نصاب وغیرہ کی جانکاری صاحب نصاب کے لیے ضروری ہوتی ہے۔

صرف اُس روایت کو حضرت ابن عمرؓ سے ان کے صاحبزادے عبداللہ اس روایت کو نقل کرتے ہیں، ان کے دیگر تلامذہ نافع، سالم، ایوب اور سعید بن جبیر وغیرہ کہاں گئے اتنی اہمیت کی حامل حدیث جو پاکی وناپاکی کے درمیان ایک ضابطہ اور رابطہ کی حیثیت رکھتی ہے اس کو اہلِ مدینہ کے درمیان خوب چرچا ہونا چاہیے تھا، اس سے پتہ چلا کہ حضرت عمرؓ کے پاس کوئی ایسی سنت سرے سے تھی ہی نہیں۔

حدیث کا کسی ایسے مسئلہ سے متعلق ہونا جو تواتر کا متقاضی ہو:

چھٹی صورت یہ ہے کہ کوئی ایک شخص کسی ایسی بات کے نقل کرنے میں منفرد ہو جس کو بطریق تواتر منقول ہونا چاہیے تھا اور اس جیسی بات عادتاً تواتر کے ساتھ ہی منقول ہوا کرتی ہے؛ چنانچہ اس منفرد شخص کی یہ حدیث قبول نہیں کی جائیگی؛ کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ اس جیسے قضیہ میں صرف یہی شخص روایت کرے، مثلاً: وہ حدیث عقائد کے باب سے تعلق رکھتی ہو، یا کسی کلام کو قرآن کی آیت بتلاتی ہو جس کا آیت ہونا تواتر سے منقول نہ ہو؛ چنانچہ قرأت شاذہ کو قرآن کا درجہ نہیں دیا جاسکتا؛ خواہ ان کی روایت صحیح اور متصل سند ہی کیوں نہ ہو۔